نکالنے کے لیے اس کے جگری دوستوں تک نے اپنی معذوری ظاہر کردی ہے اور اسے آس پاس کی کمزور قوموں کے قدرتی وسائل پر بالجبر قبضہ کرنے کی راہ دکھائی ہے، اس میں ہم اس کی اعانت کے لیے کیوں اتنے فکرمند نظر آتے ہیں۔ پچھلے دنوں بھارت اور ہمارے درمیان جو تجارتی معاہدہ ہوا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس نے سخت مجبوری کے عالم میں اور اپنے ہی خواہوں سے یکسر مایوس ہو کر محض اپنے غذائی اور صنعتی بحران پر قابو پانے کے لیے پاکستان کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار کرنا گوارا کیا ہے۔ ان تعلقات نے اس کی ذہنی کیفیت کس حد تک تبدیل کی ہے اس کا اندازہ اس زبردست احتجاج سے کیا جاسکتا ہے جو اس نے ہتھیاروں کے معاملے میں امریکہ کے موقف میں معمولی سی تبدیلی پر کیا ہے درآنحالیکہ اس کے اپنے ہاں ہتھیار تیار کرنے کی اکتیس فیکٹریاں دن رات کام کر رہی ہیں اور روس اسے مسلسل بے حد وحساب اسلحہ فراہم کر رہا ہے۔

اسی سلسلے میں ہم وزیر اعظم کی خدمت میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے حاشیہ نشینوں نے سیاسی مخاصمت کی بنا پر میاں طفیل محمد صاحب، امیر جماعت اسلامی کی جس معقول تجویز کا حلیہ بگاڑ کر اس کا استخفاف کیا ہے وہ مسئلہ کشمیر کے حل میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ کشمیر کا مسئلہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اس لیے یہ بات اربابِ اختیار کو کسی طرح بھی زیب نہیں دیتی ہے کہ چونکہ یہ تجویز حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والی کسی شخصیت نے پیش کی ہے اس لیے اسے لازمی طور پر مسترد ہی کرنا چاہیے۔ اگر بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے اور بھارتی جارحیت کو سندِ جواز دینے کے لیے دنیائے اسلام کا جاہ و جلال جمع کیا جاسکتا تھا تو آخر کشمیری مسلمانوں کی مظلومیت کا مداوا کرنے کے لیے مسلم ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس کیوں نہیں بلائی جاسکتی۔ خدا کا شکر ہے کہ عالمِ اسلام میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور ان کے اندر اپنی قوت کا احساس بھی بڑی تیزی کے ساتھ اُبھر رہا ہے۔ تیل پیدا کرنے والے مسلم ممالک نے پچھلے دنوں تیل کے ہتھیار کو جس ہنرمندی اور اعتماد کے ساتھ استعمال کیا ہے اس سے بڑی بڑی قومیں بوکھلا اٹھی ہیں۔ ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اگر یہ سارے مسلم ممالک مل کر بھارت کو راہ راست پر لانے کا ارادہ کرلیں تو انہیں کامیابی نصیب نہ ہو۔